اسلام اور روشن خیالی

بیان

حضرت امیر اکرم اعوان مدظلہ العالی

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

الحمد للہ رب العلمین.

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمدٍ والہ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ الشیطن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ○الرٰ کتب ٌ احکمت ایتہ' ثم فصلت من الدن حکیمٍ خبیرٍ ○ الا تعبدوا الا اللّٰہ○اننی لکم منہ' نذیر ٌ وبشیرٌ'○وان استغفرُوا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعاً حسناً اِلیٰ اجلٍ مسمیً ویوتِ کلُ ذی فضل فضلہ'○واِن تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یومٍ کبیرٍ○الی اللّٰہ مرجعکم. وھوعلیٰ کلِ شیءٍ قدیرٌ'○ (ھود ۱ تا ۳)

اللھم سبحٰنکَ لاعلملنا الا ماعلمتنا انک انت العلیمُ الحکیم○

مولا یا صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبکَ من ذانت بِہِ العُصرُ○

آج ہم جس دورا ہے پہ کھڑے ہیں بین الاقوامی سطح پر بھی اور بالخصوص وطن عزیز میں ایک نئی بات سامنے آئی ہے اور وہ مذہب کے بارے ہے کہ مذہب میں روشن خیالی ہونی چاہئے۔ یہ بات اس لئے بھی عجیب لگتی ہے کہ اسلام اپنے شروع سے لیکر آج تک اور قیام قیامت تک' ہے ہی روشنیوں کا مذہب۔ اسلام تاریکیوں کا نام نہیں ہے' تاریکی کفر ہے۔قرآن نے ظلمت کا لفظ کفر کے لئے استعمال کیا ہے! اسلام ہے ہی ظلمت کے خلاف' ایک نور اور ایک روشنی۔ روشن خیالی یہ نہیں ہے کہ لوگ گناہ سے آلودہ زندگی بسر کریں' روشن خیالی یہ نہیں ہے کہ طاقت ور طبقہ کمزور کے حقوق مار لے' روشن خیالی یہ نہیں ہے کہ بااثر طبقہ غرباء کا حق بھی اور اُن کا لقمہ بھی چھین لے' روشن خیال یہ بھی نہیں ہوسکتی کہ جو طاقت ور ہو جو چاہے ظلم کرلے اور کمزور تو شاید ایسا لگتا ہے کہ اُس کے نصیب میں ہی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ ساری عمر ظلم سہتا رہے' اسے کوئی بھی صاحب عقل روشن خیالی نہیں کہے گا۔ اگر روشن خیال کی

ہم تعبیر چاہیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہوگی کہ کوئی دوسرا بندہ اپنی مرضی دوسرے پر مسلط نہ کرے! جس طرح میری ضرورتیں ہیں میری پسند و ناپسند ہے اُسی طرح دوسرا بھی انسان ہے اُس کی بھی کچھ ضرورتیں ہیں کچھ اُس کی بھی پسند و ناپسند ہے اگر میں اپنی زندگی اپنی پسند کے مطابق گزارنا چاہتا ہوں تو مجھے دوسرے کو بھی اجازت دینی چاہیے کہ وہ بھی اپنی پسند کے مطابق زندگی گزارے! اب اِس میں سب سے بڑی بات یہ ہے، اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ کو مانا جائے اور میرے خیال میں اسلام کا سب سے بڑا دُشمن وہ ہوگا جو اللہ کو نہیں مانتا، ہونا بھی وہی چاہیے! کسی کی رائے مختلف ہو سکتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً اسلام کی بنیاد جب توحیدِ باری پر ہے رسالت آقائے نامدار ﷺ پر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اسلام کا سب سے بڑا دُشمن تو وہ ہوگا جو اس بات کو قبول نہیں کرتا۔ اب کیا کیا جائے؟ اُسے قتل کر دیا جائے؟ اُسے زندہ نہ رہنے دیا جائے؟ اُس کا دانہ پانی بند کر دیا جائے؟ یا اُسے زبردستی یہ کلمہ پڑھوا دیا جائے؟ اسلام ان میں سے کسی بات کی اجازت نہیں دیتا۔

روشن خیالی یہ ہے کہ اسلام کہتا ہے کہ اللہ کو ماننا چاہتا ہے تو مانے، نہیں ماننا چاہتا تو نہ مانے، جو نہیں مانتا اُس کے بھی انسانی حقوق اُسی طرح پورے کیے جائیں گے جس طرح ایک ماننے والے کے انسانی حقوق پورے کیے جائیں۔ انسانی حقوق میں آتا ہے کہ اُسے زندگی کی ضمانت دی جائے، اُس کی جان کو خطرہ نہ ہو یہ ریاست کی ذمہ داری ہے وہ مومن ہے یا کافر اُس کی جان کا تحفظ کیا جائے اُس کی آبرو کا تحفظ کیا جائے اُس کے مال کو تحفظ دیا جائے کوئی اُس سے زبردستی مال نہ چھینے، کوئی اُس کی عزت نہ چھینے، کوئی اُس کی جان نہ لے۔ اب اس سے بڑی روشن خیالی کیا ہوگی! فرمایا: 'لا اِکراہَ فی الدین'' دین قبول کرانے کے لیے کسی پر کوئی سختی نہیں کی جائے گی اگر کوئی دین قبول نہیں کرنا چاہتا تو اُسے زندہ رہنے کا حق ہے، اُسے کاروبار کرنے کا حق ہے، اُس کی صحت کا لحاظ رکھا جائے اور اُس کی دواؤں کا اہتمام کیا جائے یہ اُس کا حق ہے، اُس کے بچوں کو تعلیمی سہولتیں دی جائیں یہ اُس کا بنیادی حق

ہےاور یہی حقوق مومن کو بھی حاصل ہیں کہ بنیادی حقوق جو ہیں وہ انسان کے برابر ہیں وہ مومن ہے یا کافر! جان و مال کا آبرو کا تحفظ، علاج معالجے کی سہولتیں، بچوں کی تعلیم، اُس کے لیے اُس کا گھر اور ٹھکانہ، اُس کے لیے کاروبار کے مواقع، ملازمت کے مواقع، اُسے دیئے جائیں۔ اسلام نے تو اس پہ کوئی قدغن نہیں لگائی۔ اب اس سے بڑی روشن خیالی کیا ہو گی کہ جو اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ پر ایمان نہیں لاتا، اُس کی جان و مال آبرو کو بھی تحفظ دیا جائے کہ اگر بات اسلام کی کریں تو یہ ہے اگر آج کے مسلمان کی کریں تو یہ الگ بات ہے۔ یہ کوئی صرف اقلیتوں کو یہاں خطرہ نہیں یہاں تو ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے خطرہ ہے۔ انسانوں کا کردار میرا اور آپ کا کردار اسلام نہیں ہے اسلام اللہ کی کتاب ہے، نبی کریم ﷺ کے ارشادات، آپ ﷺ کا بتایا ہوا لائحہ عمل ہے اگر کوئی اُس سے ہٹ کر کام کرتا ہے تو اُس کا ذمہ دار اسلام نہیں ہے وہ فرد ذمہ دار ہے، اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ملک کے ہر شہری کے جان و مال و آبرو کو تحفظ دے، یہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرے اور کوئی بے کار نہ رہے ملک میں اور ہر شخص کو روزگار ملے، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر بیمار کو دوا میسر ہو، مومن ہے یا کافر انسانی حق ہے اُس کا، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اہلِ ریاست کے تمام بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔ اب اس سے بڑی روشن خیالی کیا ہو گی؟ ہاں اسلام فرماتا ہے:

"کتب، احکمت ایتهٗ" اسلام نے ایک زندگی کا نصاب ایک کتاب عطا کر دی ہے اور محض یہ نہیں کہ اُس کتاب کے ساتھ آپ کی عقیدت ہے اور آپ اُس سے چمٹے رہیں وہ غلط بات کہے تو بھی آپ مانیں، صحیح کہہ دے تو بھی، ایسی بات نہیں، فرمایا: "احکمت ایته" یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی ہر بات دلائل سے ثابت ہے جس کی کوئی بات بلا دلیل نہیں ہے، ہر ہر بات دلائل سے ثابت ہے اور جس سائنس کو آپ آج کی روشنی قرار دیتے ہیں وہ اسلام سے بہت پیچھے ہے، بہت زیادہ پیچھے! سوا چودہ سو سال گزرنے کے بعد اگر کوئی بات

سائنس کی گرفت میں آتی ہے تو اُس پہ بڑا شور اُٹھتا ہے کہ جی بڑا کمال ہوگیا، لیکن جب کوئی سائنسی آلہ اور کوئی سائنس دان نہیں تھا تو وہ تحقیق قرآن نے اُس وقت کہہ دی۔ اصحابِ کہف کا ذکر جب چلتا ہے تو قرآنِ حکیم فرماتا ہے "فضربنا علیٰ اذانھم فی الکھف سنینَ عدداً" ہم نے مدتیں گزار دیں اُن کے کانوں پر نیند مسلط رکھ کر۔ قرآن نے سوا چودہ سو سال پہلے کہا سائنس آج اس بات پہ پہنچتی ہے کہ نیند کا تعلق آنکھ سے نہیں نیند کا تعلق کان سے ہے۔ آج اس بات کو سائنس ثابت کرتی ہے، سوا چودہ سو سال بعد کہ نیند یا نیند کے غلبے کا تعلق کان سے ہے۔ کسی کو کتنی نیند آئی ہو آپ شور بپا کرتے رہیں وہ نہیں سوسکتا، کوئی کتنی گہری نیند سویا ہوا ہو آپ شور پیدا کریں وہ جاگ جائے گا یعنی نیند کے آنے یا اُس کے ٹوٹنے کا تعلق آپ کی قوتِ سماعت سے ہے۔ بچہ کھیل رہا ہے، وہ سونے کا نام نہیں لیتا، ماں اُسے لوری سنانا شروع کر دیتی ہے، اب اُس آواز الفاظ کے زیر و بم اور لے کو سنتا ہے اُسے معنے تو نہیں آتے معصوم بچہ ہے شیر خوار بچہ لیکن جو صوتی اثرات اُس کے کان سے ٹکراتے ہیں وہ اُسے سلا دیتے ہیں، جب نیند آتی ہے تو کان اپنا کام کرتے ہیں تو بندہ سو جاتا ہے۔ آنکھ تو بند ہو جاتی ہے اور آنکھ بند ہے نیند کھل گئی، آنکھ کو تو کسی نے نہیں کھولا، آواز کان سے ٹکرائی، اتنی صدیاں جھک مارنے کے بعد آج سائنس اس بات پہ پہنچی کہ انسانی نیند کا، دماغی سکون کا، آرام کا تعلق قوتِ سماعت سے ہے اگر قوتِ سماعت کو پریشان کیا جائے تو انسان آرام نہیں کرسکتا، سو نہیں سکتا، قرآن نے آج سے سوا چودہ سو سال پہلے اصحابِ کہف کی بات کی تو فرمایا ہم نے اُن کے کانوں پر صدیوں نیند گزار دی۔ آج چودہ سو سال بعد سائنس بات کہتی ہے تو سائنس روشن خیال ہوگئی اور قرآن نے سوا چودہ سو سال پہلے یہ کلیہ بتایا تو قرآن پر ایمان لانا قدامت پسندی ہوگئی! کیسی عجیب بات ہے اور یہ ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں، حدیث پاک میں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ آج سائنس نے ایک کلیہ ایجاد کیا حالانکہ سائنس دانوں کے ملک ہی سے چھری کانٹوں سے کھانا شروع ہوا۔ یہ چھری کانٹوں

سے کھانا مغرب کے برفانی علاقوں میں سے ہے اور مغرب کے بیشتر علاقے سال کا بیشتر حصہ برف میں دبے رہتے ہیں تو یہ ہاتھ دھونا گوارا نہیں کرتے تھے اور پھر اُس سے بچنے کے لیے چھری کانٹے سے کھاتے تھے کہ ہاتھ میلے ہیں تو کھانا کھانے کے لیے چھری کانٹا ایجاد ہوا۔ یہ کسی بڑی شرافت سے یا بڑے تکلف سے یا بڑی عزت واحترام سے چھری کانٹا ایجاد نہیں ہوا، چھری کانٹا اس لیے ایجاد ہوا کہ یہ غلیظ قومیں تھیں ان میں تمیز نہیں تھی کئی کئی دِن ہاتھ تک نہیں دھوتے تھے تو گندے ہاتھوں سے کھانے کی بجائے انھوں نے چھری کانٹا ایجاد کیا، اُس سے کھانا شروع کیا۔ آج مغرب کا سائنس دان کہتا ہے کہ ہاتھ سے کھانا کھایا جائے اور اُس میں اُنگلی ڈبوئی جائے اگر کھانا اُنگلی کے ساتھ لگے اور پھر وہ اُنگلی چاٹ کر صاف کی جائے تو اُنگلی کے ان پوروں میں ایسے جرم پیدا ہو جاتے ہیں جو کھانے کے ہضم کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتے ہیں۔ آج سائنس بتا رہی ہے کہ کھانا اگر اُنگلیوں سے کھایا جائے اور اُنگلیاں ترکاری میں یا شوربے میں یا کھانے کی چیز میں ڈبوئیں پھر انھیں اس طرح چوس کر صاف کیا جائے تو کھانا ساتھ لگنے سے ایسے جرمز بنتے ہیں۔ اُنگلی کے ان پوروں میں جو نظامِ ہضم کے لیے بڑے معاون ہوتے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا ہاتھ سے کھاؤ اور ہاتھ کو ڈبو کر کھاؤ اور اُنگلیاں چوس کر صاف کرو اُس کے بعد ہاتھ دھونا۔ پہلے جو کھانا اُنگلیوں سے لگا ہوا ہے انھیں چوس کر صاف کیا جائے اور پھر ہاتھ دھویا جائے۔ اب یہ بات چودہ سو سال بعد سائنس کے منہ سے نکلی تو روشن خیالی ہوگئی اور اس سے پہلے ہاتھ سے کھانا کھانا قدامت پسندی تھا! تو کتاب حکیم میں اللہ کریم فرماتا ہے کہ کوئی بات بلا دلیل نہیں ہے حالانکہ اس کی ایک ہی دلیل کافی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سفر کر رہے تھے ٹرین میں تو اُس ڈبے میں ایک انگریز بھی تھا اُس کے پاس کُتا تھا۔ تو وہ مولانا کے قریب جاتا تو آپ اُسے جھڑک

دیتے پھر آپ نے اُس انگریز سے کہا کہ بھئی آپ اسے زنجیر ڈالوا دراپنے تک محدود رکھو۔ تو وہ کہنے لگا میں نے تو سنا ہے کہ اسلام تو بڑا وسیع الظرفی اور روشن خیالی کا نام ہے تو یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو آپ اسے پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتے، یہ کہاں کی روشن خیالی ہے؟ انھوں نے فرمایا میرے لیے جو دلیل ہے وہ یہ ہے کہ میرے آقا میرے نبی میرے رسول ﷺ نے فرمایا ہے یہ نجس ہے، اسے چُھوا نہ جائے، اسے کپڑوں کے ساتھ نہ لگنے دیا جائے یہ میرے لیے دلیل کافی ہے۔ اللہ کی مخلوق ہے جس کا زندہ رہنا حق ہے اگر پیاسا ہو تو اسے پانی دیا جائے بھوکا ہو تو اسے کھانا دیا جائے لیکن اسے ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوگا کپڑوں کے ساتھ لگے گا، کپڑے ناپاک کرے گا۔ میرے لیے یہ دلیل ہے لیکن شاید یہ تمہارے کام کی نہیں اس لیے کہ تمہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نصیب نہیں تو تمہارے لیے میری دلیل یہ ہے کہ انگریز اُسے پسند کرتے ہیں جو اپنی قوم کو کاٹ کھائے اور تمہارے آگے دُم ہلاتا رہے اور ہم ایسے بے ایمانوں کو پسند نہیں کرتے۔ یہ اپنوں کو کاٹتا ہے اور جو اسے روٹی کا ٹکڑا دے اُس کے آگے دُم ہلاتا رہتا ہے تمہیں مزاجاً ایسی چیزیں پسند ہیں، ایسے لوگ بھی پسند ہیں اور ہم ایسوں کو منافق سمجھتے ہیں، ہم انھیں پسند نہیں کرتے یہ دلیل تمہارے لیے ہے لیکن اپنے لیے آپ نے فرمایا کہ میرے لیے میرے نبی کریم ﷺ کا حکم دلیل ہے اُس کے علاوہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے اور یہی دلیل اس کے حق ہونے کی کافی ہے اور کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کے باوجود فرمایا "حکمت ایتہ" قرآن کی ہر ہر آیت اپنے ساتھ دلائل رکھتی ہے اور دلیل سے ثابت ہوتی ہے کہ جو کہا گیا یہ سچ ہے۔ ثم فصلت۔ پھر ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیتی ہے، تفصیل بیان کر دیتی ہے، ہر عمل کی، ہر فعل کی، ہر بات کی، ہر کام کی، اس لیے کہ اس کا نازل کرنے والا حکیم وخبیر ہے۔ اللہ کا کلام ہے اللہ حکیم بھی ہے، حکمت والا بھی ہے اور خبیر بھی ہے، ہر شے سے، ہر بات سے، ہر کام سے واقف بھی ہے اور

قرآن مجید نے کتنا سادہ سا فارمولا دیا ہے، کوئی لمبی بات نہیں ہے ایک چھوٹی سی بات ہے "الا تعبدو الا اللّٰہ" اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ہماری ایک بدقسمتی اور ہے کہ ہم نے عبادت سمجھ لیا ہے نماز روزے کو، باقی افعال کا عبادت سے تعلق ہم نہیں جوڑتے، یہ ہماری نادانی ہے! بندے کا ہر فعل عبادت ہے، اُس کا بات کرنا عبادت ہے، اُس کا چلنا پھرنا عبادت ہے، اُس کا روزی کمانا عبادت ہے اور یا اللہ کی نافرمانی ہے! دو میں سے ایک حال سے خالی نہیں ہے، جو کام بھی انسان کرتا ہے یا وہ عبادت ہے یا اللہ کی نافرمانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر" جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس نے کفر کیا۔ اب علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ نماز چھوڑ دینا فسق ہے کفر نہیں، انکار کرنا کفر ہے۔ فرمایا حدیث کا مفہوم کیا ہوگا؟ تو وہ فرماتے ہیں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی۔ اُس نے کافروں جیسا کام کیا، ایسا کام کیا جو کافر کرتے ہیں۔ زندگی کا ہر کام یا اسلام ہے یا کافروں جیسا ہے اگر بندہ کلمہ گو بھی ہے اور کام اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے باہر ہے تو وہ کافروں جیسا کام ہے۔ تو فرمایا "اسلام تو سادہ سی بات ہے۔"

"الا تعبدو االا اللّٰہ" اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اب زندگی کے سارے معاملے طے ہوگئے کہ دوستی کرنی ہے تو شرعی حدود کے اندر، دُشمنی کرنی ہے تو حدود شرعی کے اندر، بیع و شراء خرید و فروخت کرنی ہے تو شرعی حدود کے اندر، زندگی کا کوئی کام ہے اگر آپ شریعت کے مطابق کرتے ہیں وہ عبادت ہے، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن اپنے بچوں کو جو لقمہ کھلاتا ہے وہ بھی عبادت ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ بچوں کا نان و نفقہ تو اُس کے ذمے فرض ہے، اللہ نے فرض کر دیا؟ تو فرمایا فرض پورا کرنا ہی عبادت ہوتی ہے نا، اگر اُس کے ذمے فرض ہے تو وہ فرض پورا کرتا ہے تو جب فرض پورا کیا جائے تو اُس کو عبادت کہتے ہیں۔

تو اسلام تو ایک خوبصورت سا چھوٹا سا اصول ہے، باقی تفصیلات ہیں، کیا کام کس طریقے سے کس سلیقے سے کرنا ہے وہ قرآنِ حکیم نے حدیث پاک نے تعامل صحابہ نے اُس کی وضاحت کردی کہ زندگی کس طرح سے بسر کرنی ہے تو فرمایا:

"انـنی لکُم منہُ نذیرٌ وبشیرٌ" "میرا منصب جلیلہ یہ ہے کہ میں تمہیں وقت سے پہلے اگر تم غلطی کرو تو اُس کے عبرتناک انجام کی خبر کردوں اور اگر تم اللہ کی اطاعت کرو تو اُس کے اعلیٰ درجات اور انعامات کی بشارت دوں۔ میں تم سے زبردستی کوئی کام کرانے کے لیے مبعوث نہیں ہوا، کسی بندے کو باندھ کر اُس سے سجدے کروانا میرا منصب نہیں ہے لیکن فرمایا میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں جو بہت قیمتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بحیثیت انسان بتقاضائے بشری تم چاہو گے نیکی کروں شاید غلطی کر جاؤ گے، کبھی غصے میں آ کر کوئی عمل ایسا ہو جائے گا جو نہیں ہونا چاہیے، کبھی جہالت کی وجہ سے نہ جانتے ہوئے کوئی کام ایسا ہو جائے گا جو نہیں ہونا چاہیے، تو فرمایا میں تمہیں ایک طریقہ بتاتا ہوں" وان استغفروا ربکُم ثم تـوبو الیـہ" اللہ سے استغفار کرتے رہو، یا اللہ میری کوتاہیاں معاف فرمادے۔ اللہ بہت کریم ہے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے "ثم توبوا الیہ" تو اُس سے توبہ کرو۔ توبہ ہوتی ہے کہ گناہ کو چھوڑ دینے کا وعدہ اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ۔ توبہ کا مطلب ہوتا ہے جو گناہ ہوا ہے اُس کی بخشش مانگنا اور آئندہ زندگی میں نہ کرنے کا وعدہ کرنا اور اپنی پوری دیانت داری سے کوشش کرنا کہ پھر وہ گناہ نہ کیا جائے۔ فرمایا اگر تم استغفار کرتے رہو اور غلطی ہو جائے تو اللہ سے توبہ کرو۔

"یـمتعکُم متاعاً حسنًا الیٰ اجلٍ مسمی" تم وقت مقرر تک موت آنے تک تمہیں اللہ بہت خوبصورت زندگی دے گا تمہاری زندگی سدھر جائے گی۔

ایک عجیب سا سوال ایک دفعہ کسی نے کیا تھا کہ قبر میں بعض اوقات، اب تو بعض اوقات نہیں اب تو روزمرہ ہی دیکھتے کہ ہزاروں آدمیوں کو گڑھا کھود کر اُس میں پھینک کر

اُوپر بلڈوزر چلا دیتے ہیں۔ کبھی یہ سوال بھی تھا کہ بعض اوقات کئی کئی لوگ ایک قبر میں جمع ہو جاتے ہیں، اب ایک نیک آدمی ہے تو دوسرے دو بدکار ہیں اُن پہ عذاب ہو رہا ہے اُس کے ساتھ، تو یہ کیسے ہوگا ایک قبر میں کہ ایک کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو ثواب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا میرے بھائی! قبر کی بات جانے دو اس جہان کی بات کرو، ایک گھر میں دو میاں بیوی ہوتے ہیں دونوں کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ ہوتا ہے، اُس گھر کو چلانا دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے اُن میں بھی آپ دیکھتے نہیں ایک خوش ہے ایک رنجیدہ ہے، کیوں؟ ایک چھت کے نیچے سوتے ہیں، ایک گھر کے دونوں مالک ہیں، ایک سا کھانا کھاتے ہیں، ایک سا پانی پیتے ہیں، ایک سا لباس پہنتے ہیں، ایک جگہ رہتے ہیں، پھر بھی دونوں خوش نہیں ہیں یا تو دونوں خوش ہوں یا دونوں رنجیدہ ہوں! لیکن زندگی میں ہم بارہا دیکھتے ہیں دو سگے بھائی ہیں ایک ماں کی گود میں پلے ہیں، ایک گھر میں رہتے ہیں، ایک کچھ اور چاہتا ہے، دوسرا کچھ اور چاہتا ہے، ایک خوش ہے دوسرا رو رہا ہے، کبھی وہ خوش ہے اور یہ رنجیدہ ہے۔ اس دُنیا میں بھی ہر فرد اپنی اپنی زندگی جی رہا ہے، اس عالم آب وگل میں بھی ہر انسان اپنی اپنی زندگی جی رہا ہے اگر آپ بغور دیکھیں تو آپ کو کسی جگہ بھی دو بندے ایک حال میں ملنا ممکن نہیں ہے، جب ایک گھر میں دو بچے ایک بستر پر سوتے ہیں، ایک ماں کی گود میں پلتا ہیں، ایک باپ کے زیر سایہ پلتے ہیں، ایک جگہ کھاتے پیتے ہیں لیکن دونوں کی پسند و ناپسند اور آرام و راحت میں فرق ہے، ہم نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ ایک کہتا ہے پنکھا چلنا چاہیے دوسرا کہتا ہے بند کر دیں اُسے چلانے میں راحت ہے وہ کہتا ہے پنکھا چلے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے، اسے بند کر دیں۔ اگر یہاں مل جل کر رہتے ہوئے حال اپنا اپنا ہے تو قبر میں بھی سب کا اپنا اپنا ہوگا! ہر فرد کا اپنا حال ہے نیک کا ایک اپنا حال ہے بدکار کا ایک اپنا حال ہے وہاں آپ کو تشابہ کیوں ہونے لگا! تو فرمایا اگر تم اللہ سے استغفار کرتے رہو اور غلطی ہو جائے تو توبہ کرو "**یمتعکم متاعاً حسناً الی اجلٍ مسمی**" وہ تمہیں موت کے آنے تک بڑی خوبصورت زندگی گزارنے کو دے گا۔ وہ ایسا

قادر ہے کہ اگر آہن و آتش کی بارش بھی ہو رہی ہو تو جسے وہ خوش رکھنا چاہتا ہے اُسے اُس میں بھی خوش رکھتا ہے اور جسے دکھ دینا چاہتا ہے وہ تختِ سلطنت پہ بھی بیٹھا ہو تو اُسے دکھ پہنچتا رہتا ہے وہ نہیں بچ پاتا۔ ایک حال ہے ہر بندے کا جو اُس قادرِ مطلق کے دستِ قدرت میں ہے اور اُس سے وہی واقف ہے اور پھر وہ ایسا قادر ہے۔

یوتِ کل ذی فضلٍ فضلہ' ○ ہر آدمی کا جو عمل ہوگا' جو محنت ہوگی' جو مجاہدہ ہوگا اُس کے مطابق اُسے نوازے گا' اُسے اجر دے گا۔

وإن تولوا۔ اگر آپ ان باتوں سے پھر جائیں' اگر آپ اللہ کو نہ مانیں' اللہ کا شکر نہ کریں' زندگی دی ہوئی اُس کی ہے' کائنات بنائی ہوئی اُس کی ہے لیکن آپ اُسے استعمال اپنی پسند سے کرنا چاہیں تو فرمایا۔ فانی اخاف علیکم عذاب یومٍ کبیرٍ ○ پھر مجھے تم پر اُس بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے' خطرہ ہے کہ تم کسی بڑے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور یہ بڑی عجیب بات ہے اسلام کی روشن خیالی میں جو سب سے بڑا روڑہ اٹکتا ہے وہ جہاد کا ہے۔

ہمارے آج کے مغربی مفکر بھی اور ہمارے آج کے مسلمان دانشور بھی جہاد کے نام سے بڑے گھبراتے ہیں۔ گلی میں جاتے ہوئے بندے کو قتل کر دینا جہاد نہیں ہے' کسی بھی عبادت خانے میں گولی چلا دینا یا بم پھینک دینا جہاد نہیں ہے خواہ وہ بت کدہ ہی ہو' اُس میں بتوں کی پوجا ہو رہی ہو' شرعاً آپ اُس کو نہیں چھیڑ سکتے' تو پھر جہاد کیا ہے؟ ظلم اور زیادتی کو روکنا جہاد ہے۔ جہاں ظلم ہو رہا ہے' مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو روکنا' ظلم کو روکنا' یہ جہاد ہے۔ عین حالتِ جنگ میں بھی اگر کوئی وعدہ کرتا ہے کہ میں اپنے ظلم سے باز آیا تو جنگ ختم ہو جائے گی۔ جہاد سے بڑی روشن خیالی تو کوئی ہو نہیں سکتی کہ فرد سے دشمنی نہ کی جائے' بُرائی سے دشمنی کی جائے' جیسے ڈاکٹر مریض سے نہیں مرض سے دشمنی رکھتا ہے مریض سے محبت کرتا ہے' اس طرح انسان سے محبت کی جائے اُسے بُرائی سے بچانے کی کوشش کی جائے لیکن جو بُرائی وہ کرتا ہے اس سے نفرت کی جا[illegible] بُرائی سے روکا جائے' جو مفہوم اسلامی جہاد کا ہے

وہ تو یہ ہے۔ اب اگر کوئی اپنی مرضی سے قتل و غارت شروع کر دے اور کہے میں جہاد کر رہا ہوں تو یہ اپنا اپنا فتویٰ ہے' یہ اس کی اپنی پسند ہے' اب اُسے اسلام کے ذمے لگانا یہ زیادتی ہے۔ اسلام نے جس جہاد کا حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مظلوم ہے تو ظالم کو روکا جائے۔

بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آپ ﷺ کے ہر ہر لفظ پر لاکھوں جانیں قربان کی جا سکتی ہیں' اتنے پیارے الفاظ ہیں۔ فرماتے ہیں اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ' مظلوم کی تو مدد کریں کہ ظالم کو روکیں اور ظلم نہ ہو' ظالم کی کیا مدد کریں؟ فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم کرنے سے روکا جائے۔ مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے بچایا جائے اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم کرنے سے روکا جائے' یہ بھی تو اُس کی مدد ہے کہ اُس بُرائی سے باز آ جائے۔ اسلامی جہاد میں کسی کی دشمنی کا تصور نہیں ہے بلکہ مومن اگر کسی کے خلاف لڑتا بھی ہے تو اس غرض سے کہ جو ظلم یہ کر رہا ہے وہ ظلم یہ چھوڑ دے' وہ ظلم چھوڑ دیتا ہے تو جنگ ختم ہو جاتی ہے۔ تو اسلام کے جہاد میں بھی حد درجہ کی روشن خیالی موجود ہے! اور پھر فرمایا کہ یہ تو تم جانتے ہی ہو۔ الی اللّٰہ مر جعکم ۔ تمہیں واپس اللہ کے پاس جانا ہے۔ تم پہلے نہیں ہو جو اس زمین پر آئے ہو تم سے پہلے لاکھوں قومیں اور کروڑوں افراد اور اربوں اور کھربوں لوگ سلاطین و شہنشاہ' حکمران اور محکوم' ظالم و مظلوم' کتنی دنیا آئی اور چلی گئی' جانا تمہیں بھی ہے وھو علیٰ کل شی ءٍ قدیر ' ○ اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے' وہ تمہارے کردار کو جانتا بھی ہے' پرکھتا بھی ہے' سزا دینے پہ بھی قادر ہے' معاف کرنے پہ بھی قادر ہے' لیکن فرمایا میرا مشورہ یہ ہے اللہ سے استغفار کرتے رہو گناہ سے توبہ کرو اور مزے کی زندگی گزارو' وہ پروردگار وہ رب کریم تمہاری زندگی کو خوشگوار بنا دے گا۔ اللہ کریم ہمیں دین کو سمجھنے اور اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین ○